ڈاکٹر محمد مبارز ملک*

قرآن کریم کے روحانی خواص

اللہ تعالیٰ نے اپنی اس آخری اور زندۂ جاوید کتاب قرآن کریم ، فرقان حمید کو جو اس نے اپنے آخری رسول ، اپنے پیارے بندے ، امام الانبیاء ، سید الاتقیاء ، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تئیس سال کے عرصہ میں تدریجاً نازل فرمائی ، تمام روحانی و جسمانی بیماریوں کی شفا اور دلوں کی جلاء بنا کر بھیجا ۔ چنانچہ فرمایا :

''وننزّل من القرآن ماھو شفاء و رحمة للمؤمنین''[1]

دوسری جگہ یوں ارشاد ہوا :

''یا یّھاالناس قد جاءتکم موعظة من ربّکم و شفاء لّمانی الصدور''[2]

اسی طرح احادیث میں بھی کلام اللہ کے دواء اور شفاء ہونے کا ذکر بار بار آیا ہے چنانچہ ایک جگہ آتا ہے :

روی ابن ماجة فی سننه ، من حدیث علی رضی اللہ عنه قال ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم : ''خیرالدواء القرآن[3]'' اخرجه ابن ماجة ۔

چنانچہ مذکورہ بالا حدیث کے تحت علاّمہ ابن قیم رقمطراز ہیں :

''و من العلوم انّ بعض الکلام له خواص و منافع مجربة ، فما الظن بکلام ربّ العالمین الذی فضّله علی کّل کلام کفضل اللہ تعالیٰ علی خلقه الذی ھو الشفاء التام و العصمة النافعة و النور الھادی و الرحمة العامة ، الذی لوُانُزل علی جبل لَصَدّع من عظمته و جلالته''

اور اسی طرح اپنی مشہور و معروف کتاب الطب النبوی میں لکھتے ہیں :

''فالقرآن ھوالشفاء التام من جمیع الادویة القلبیه و البدنیة و ادواء الدنیا و الآخرة و ماکلّ أحد یوھّل ولا یوفق للا ستشفاء به و اذا احسن العلیل التداوی به و وضعه علی دائه بصدق و ایمان و قبول تام و اعتقاد جازم و استیفاء

---

*لیکچرار ، شعبۂ عربی ، یونیورسٹی اورینٹل کالج ، لاہور

۱- القرآن الکریم ، سورة الاسراء ، رقم الآیة : ۸۲ ک

۲- القرآن الکریم ، سورة یونس ، رقم الآیة : ۵۷ ک

۳- زادالمعادہ بن قیم ۴۰ : ۱۳۸

شروط لم یقا و مه الداء ابداً و کیف تقادم الادواءکلام ربّ الارض و السماء الذی لو نزل علی الجبال لقصدعها اوعلی الارض لقطعها فما من مرض من امراض القلوب و الاّ بدان الا و فی القرآن سبیل الدلالة علی دوائه و سببه و الحمیة منه لمن رزقه الله تعالیٰ فهماً فی کتاب۱۔"

اسی طرح امام یافعی اپنی مشہور کتاب "الدرّ النظیم فی خواص القرآن العظیم" میں لکھتے ہیں :

"فان الله تعالیٰ جعل کتابه للا دواء شفاء و لصداء القلوب جلاء فهو النّور الذی لا یشبهه نور و البرهان الذی تشفی به النفوس وتشرح به الصدور"۲

کتاب عزیز ایک ایسا بحر بیکراں ہے کہ غوطہ زن اس کی تہوں تک نہیں پہنچ سکتا ، البتہ اپنا دامن اپنی استطاعت کے مطابق موتیوں سے ضرور بھرتا ہے - اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ یافعی فرماتے ہیں :

"و جعله بحراً یخرج منه فرائد الجواهر و نفائس الدرر و آمدنا بنور الافهام و بنور الالهام فتجلت منه بواهر الآیات و عجائب العبر"

اس کتاب مقدس کا پڑھنا دنیا و آخرت میں عظیم منافع کا باعث ہے اور اس کی ایک آیۃ کو سمجھنے کے مقابلہ میں دنیا و مافیہا ہیچ ہیں ، اس کی ہر ہر آیت و سورۃ روحانی خواص و فوائد کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے -

قابل رشک ہے وہ شخص جس کے شب و روز اس کی تلاوت میں گذر رہے ہیں اسی میں تفکر و تدبّر اس کا مشغلۂ حیات ہے - یہی اس کا مقصود ہے - اسی کو وہ اپنا رہبر و قائد سمجھتا ہے اور اسی منارہ نور اور شمع ہدایت کی روشنی میں اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے - ایسے ہی شخص کے متعلق فخر الرسل ، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

"عن ابن عمرؓ قال قال رسول‌الله صلی الله علیه وسلم لا حسد الاعلی اثنین رجل

۱- الطب النبوی لابن قیم الجوزی - ص ۲۷۲
۲- الدر النظیم فی خواص القرآن العظیم - ص ۲

اتاہ اللہ القرآن فھو یقوم بہ اناء اللیل و اناء النہار[1] و رجل اتاہ اللہ مالاً فھو ینفق منہ اناء اللیل و اناء النہار۔ متفق علیہ''[2]

ترجمہ: عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حسد جائز نہیں مگر دو آدمیوں پر۔ ان میں سے ایک وہ آدمی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم عطا کیا (قرآن کریم کا علم دیا) وہ رات کی گھڑیوں اور دن کی اوقات میں اس پر قائم ہے یعنی اس کی تلاوت کر رہا ہے، (اور اس پر عامل بھی ہے) اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا اور وہ اسے خرچ کررہا ہے رات کی گھڑیوں میں بھی اور دن کے اوقات میں بھی۔

ایک اور حدیث میں یوں وارد ہے:

''روی عن انسؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ''القرآن افضل من کّل شیء فمن و قر القرآن فقد وقر اللہ و من استخف[3] بالقرآن بحق اللہ تعالیٰ حملۃ القرآن ھم المحفوفون[4] برحمۃ اللہ المعظّمون کلام اللہ الملبّسون[5] نور اللہ فمن والاھم فقد والی اللہ و من عاداھم فقد استخف بحق اللہ تعالیٰ''

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن ہر چیز سے افضل ہے۔ پس جس نے قرآن پاک کی عزت کی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی عزت کی۔ اور جس نے قرآن کریم کو معاذ اللہ گھٹیا سمجھا۔ اس نے حق اللہ کی توہین کی یعنی اللہ تعالیٰ کے اس حق کو، جس کی نگہداشت اس پر لازم تھی، پورا نہ کیا۔ حامل قرآن یعنی اس کے حُفّاظ، راوی اور اس پر عمل کرنے والے وہ لوگ ہیں جنہیں رحمت الٰہی نے ڈھانپا ہوا ہے۔ وہ کلام الٰہی کی عزت و تعظیم کرنے والے ہیں خدا کے نور میں لپٹے ہوئے ہیں۔ جس نے ان کے ساتھ دوستی کی، اس نے گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوستی کی۔ اور جس نے ان سے دشمنی کی، اس نے گویا حق اللہ کی تحقیر کی۔

۱۔ مشکوۃ المصابیح، ای فی ساعات النہار و اللیل
۲۔ مشکوۃ المصابیح، ص ۱۸۴
۳۔ استخف۔ استہان
۴۔ حف یحف (ن) یقال حفہ القوم و۔ بہ: احد قوا بہ و اطافوا و عکفوا و استداروا و منہ الحدیث فیحفونھم باجنحتم و المحفوف، المجھول
۵۔ التلبیس۔ الکثیر التخلیط

جو مومن اس کلام الٰہی کو نگاہ عزت و عظمت سے دیکھتے ہوئے حقوق اللہ کی ادائیگی میں کوشاں ہے، اس کی تلاوت اس کا فکر، اس کا مقصود ہے۔ اس کا سینہ اس کی ضیاء پاشیوں کا محو رہے۔ اسی کے نور سے اس کی رگ و پے معطر ہیں۔ ایسے ہی مومن قاری کے بارے میں، غیر قاری اور غیر مسلم سے موازنہ کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"عن ابی موسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل المؤمن الذی یقرأ القرآن مثل الأترجة[1] ریحها طیب و طعمها طیب و مثل الذی لا یقرأ القرآن مثل التمرة لاریح لها و طعمها حلو و مثل المنافق الذی لایقرأ القرآن کمثل الحنظلة[2] لیس لهاریح و طعمهامرّ و مثل المنافق الذی یقرا القرآن مثل الریحانة ریحها طیب و طعمهامر"[3]

ترجمۃ: حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس مومن کی مثال جو قرآن کریم پڑھتا ہے ترنج کی مانند ہے کہ جس کی خوشبو بھی اچھی ہے اور اس کا ذائقہ بھی پاکیزہ ہے۔ اور اس مؤمن کی مثال جو قرآن کریم کی تلاوت نہیں کرتا کھجور کی مانند ہے کہ جس کی خوشبو نہیں مگر اس کا ذائقہ میٹھا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن کریم کی تلاوت نہیں کرتا۔ حنظل کی مانند ہے۔ جس کی خوشبو نہیں ہوتی اور اس کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن کریم پڑھتا ہے۔ ریحان کی طرح ہے کہ اس کی بو بھی اچھی ہے اور اس کا ذائقہ بھی عمدہ۔

بلاشبہ فرقان حمید اپنے قاری اور اپنے حقیقی حامل کو جن دنیوی و اخروی فوائد سے نوازتا ہے ان کا احاطہ میں لانا ناممکن ہے۔ راقم الحروف قرآن و سنت

۱۔ الاترج و الترنج۔ ثمر شجر بستانی من جنس اللیمون ناعم الورق و الحطب (اقرب الموارد)

۲۔ الحنظل: و قد تبدل نونه میماً فیقال حمظل۔ الواحدة۔ حنظلة و حمظلة: نبت یمتدّ علی الارض کالبطیخ و اسم ثمره الهبید و هو کثمر البطیخ غیرأنه صغیر جدّا یضرب بمرارته المثل (اقرب الموارد)

۳۔ مشکوۃ المصابیح۔ ۱۸۳

کی روشنی میں جو کچھ عرض کرنے کا متمنی ہے۔ وہ مشتے نمونہ از خروارے کے مترادف ہے۔

فی الحقیقت اس دنیائے فانی میں "خیر کم" کا لقب انہی لوگوں کا نصیب بنا جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خیر کم من تعلم القرآن و علّمہ"[1]

اور ایسے ہی لوگوں کے بارے میں زبان حق ترجمان یوں گویا ہوئی:

"عن أبی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الرب تبارک وتعالیٰ من شغلہ القرآن عن ذکری و مسئلتی اعطیتہ افضل ما أعطی السائلین و فضل کلام اللہ علی سائر الکلام کفضل اللہ علی خلقہ"۔

ایک اور جگہ یوں ارشاد ہوا:

"و ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ یتلون کتاب اللہ ویتدار سونہ بینھم الا نزلت علیھم السکینۃ و غشیتھم الرحمۃ و حفتھم الملائکۃ و ذکر ھم اللہ فیمن عندہ و من بطأبہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ۔

علامۃ سیوطی "الاتقان" میں فضائل قرآن کا ذکر کرتے ہوئے قاری قرآن کی عظمت اور اس کے درجات عالیۃ کی نشاندھی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عن عبداللہ بن عمرو من قرأ القرآن فقد استدرج النبوۃ بین جنبیہ غیر انہ لا یوحی الیہ، لا ینبغی لصاحب القرآن ان یجد مع مَن یجد و لایجھل مع من یجھل و فی جوفہ کلام اللہ"۔[2]

ترجمۃ: عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے، جس شخص نے قرآن پڑھا، اس نے نبوت کو اپنے دونوں پہلوؤں کے درمیان کر لیا مگر اس کی طرف وحی نہیں بھیجی جاتی۔ صاحب قرآن کے یہ لائق نہیں کہ وہ اظہار ناراضگی کرے اور اس کے ساتھ جہالت سے پیش آئے جو اس کے ساتھ جہالت سے پیش آتا ہے۔ جیسا وہ اس کے ساتھ کر رہا ہے، حالانکہ اس کے دل میں خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔

عن ابن عمرؓ ثلاثۃ لا یھولھم الفزع[3] الاکبر و لا ینالھم الحساب ھم علی کثیب[4] من مسک حتی یفرغ من حساب الخلائق رجل قرأ القرآن ابتغاء

۱۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۸۳

۲۔ الاتقان للسیوطی، ۲ : ۱۵۱

۳۔ الفزع، الذعر، و المراد من الفزع الاکبر ھول یوم القیامۃ

٤۔ التل من الرمل

وجہ اللہ و امّ بہ قوماً و ھم بہ راضون۔[1]

ترجمۃ : حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے تین شخص ایسے ہوں گے جو بڑے خوف سے نہیں ڈریں گے اور ان سے حساب نہیں لیا جائے گا۔ وہ کستوری کے ٹیلے پر ہوں گے۔ یہاں تک کہ مخلوق کے حساب و کتاب کو اللہ تعالیٰ نمٹا دیں گے ان میں سے ایک آدمی وہ ہے جس نے قرآن کریم کی تلاوت کی محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اور قوم کی اقتداء کی اور وہ اس سے راضی ہیں۔

عن انس من قرأ القرآن یقوم بہ اناء اللیل و النہار یحّل حلالہ و یحرم حرامہ حرم اللہ تعالی لحمہ و دمہ علی النار وجعلہ مع السفرہ[2] الکرام البررۃ[3] حتی اذا کان یوم القیامۃ کان القرآن حجۃ لہ۔[4]

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص قرآن پاک پڑھے اور پھر رات دن اس کی قرأت پر ہمیشہ قائم بھی رہے اور اس کے حلالوں کو حلال سمجھے اور اس کے حراموں کو حرام سمجھے۔ تو اللہ تعالی نے اس پر آگ کو حرام کر دیا کہ اس کے گوشت اور خون کو کھائے۔ اور اسے معزز صالح فرشتوں یا انبیا علیھم السلام یا اصحاب کی جماعت میں کر دیا اور جب قیامت کا دن ہوگا تو قرآن اس کے حق میں برھان ہوگا۔

اسی کے ہم معنی حدیث صاحب مشکواۃ المصابیح خصائل القرآن کے باب میں نقل کرتے ہیں :

عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الماھر بالقرآن مع السفرۃ الکرام البررۃ و الذی یقرأ القرآن و یتعتع[5] فیہ و ھو علیہ شاق لہ اجران متفق علیہ۔[6]

ترجمہ : حضرت عائشۃ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن میں مہارت رکھنے والا معزز متقی کاتبین کی معیت میں ہوگا اور وہ شخص جو قرآن کریم پڑھتا ہے اور وقت قرأت اس

۱- الاتقان للسیوطی ۲ : ۱۵۱
۲- الملائکۃ یحصون الاعمال
۳- و احدھا البار ـ الصالح ، المحسن ، الکثیر البرّ
٤- المستدرک للحاکم ، ۱:۵۵۲ - ۵۵۳
۵- یقال تعتع فی الکلام ـ اذا تردد فیہ من حصر او عی ولم یبینہ۔ التعتعۃ فی الکلام التردد فیہ من حصر و عدم اطاعۃ اللسان ایاہ۔
٦- مشکاۃ المصابیح ، ص ۱۸۴

کی زبان میں ثقل واقع ہوتا ہے (اس کی زبان میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اور زبان اس کا ساتھ نہیں دیتی) اور اس کا پڑھنا اس پر گراں ہے ۔ اس کے لیے دو اجر ہیں ۔ ایک تلاوت کا اور دوسرا تلاوت میں تحمل مشقت کا :

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الماھر بالقرآن ایحب احدکم اذا رجع الی اھلہ ان یجد فیہ ثلث خلفات[1] عظام سمان قلنا نعم قال فثلث آیات یقرؤ بھن احدکم فی صلواتہ خیر لہ من ثلث خلفات عظام سمان

رواہ مسلم ۔[2]

ترجمہ : حضرت ابو ھریرۃ سے روایت ہے ۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ جب وہ اپنے والوں کی طرف لوٹ کر جائے تو وہاں تین بڑی موٹی تازی حاملہ اونٹنیاں پائے ۔ ہم نے عرض کی ۔ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی ہم یہ چاہتے ہیں کہ ایسا ہو) فرمایا ۔ پس قرآن کریم کی تین آیات جن کو تم میں سے کوئی ایک اپنی نماز میں پڑھتا ہے ، وہ اس کے لیے تین فربہ حاملہ اونٹنیوں سے کہیں بہتر ہے ۔

عن انس رضی اللہ عنہ من قرأ القرآن فی سبیل اللہ کتب مع الصدیقین و الشھداء و الصالحین و حسن اولئک رفیقا ۔[3]

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس کسی نے محض رضائے الہی کے پیش نظر قرآن پاک کی تلاوت کی وہ صدیقین ، شھداء اور صالحین میں لکھا جاتا ہے اور یہ لوگ رفیق اور ساتھی بننے کے لحاظ سے کتنے اچھے ہیں ۔ یعنی قرآن پڑھنے والے کو قیامت کے دن ان لوگوں کی رفاقت کی سعادت نصیب ہوگی ۔

عن الحارث الاعور قال مررت فی المسجد فاذا الناس یخوضون فی الاحادیث

۱- ھی الحوامل من النوق ۔

۲- المستدرک ، ۱ : ۵۵۲ - ۵۵۳

۳- المرجع السابق ، ۱ : ۵۵۲ - ۵۵۳

فدخلت علی علیؓ فقلت یا امیر المؤمنین الاتری الناس قدخاضوا[1] فی الاحادیث قال او قد فعلوها قلت نعم قال اما انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الا انها ستکون فتنه فقلته المخرج منها یا رسول الله صلی الله علیه وسلم قال کتاب الله فیه نبأ ما قبلکم و خبر ما بعدکم و حکم ما بینکم و هو الفصل[2] لَیْسَ بالهزل من ترکه من جبار قصمه[3] الله تعالی و من ابتغی الهدی فی غیره اضله الله تعالی و هو حبل الله المتین و هو الذکر الحکیم و هو الصراط المستقیم هو الذی لا یزیغ[4] به الاهواء و لا تلتبس[5] به الالسنة و لا تشبتع منه العلماء ولا یخلق عن کثرة الرد ولا تنقفی عجائبه هوالذی لم تنته الجن اذا سمعته حتی قالوا «انا سمعنا قرآنا عجبا یهدی الی الرشد فامنا به من قال به صدق و من عمل به آجر و من حکم به عدل و من دعا الیه هدی الی صراط مستقیم خذها الیک یا اعور ـ[6]

بلاشبہ قرآن حکیم روحانی فوائد اور خواص کا منبع ہے اور یہ ایک ایسی نعمت عظمیٰ ہے ، جس کی کوئی نظیر نہیں ۔ اس کی تلاوت کرنے والا اور اس پر عمل کرنے والا دنیا اور آخرت کی سعادتوں سے اپنا دامن شب و روز بھر رہا ہے ۔ جس نے اس کو پا لیا ، اس نے گویا سب کچھ پا لیا ، اس کی تلاوت سب سے بڑی عبادت اور قرب الٰہی کا سب سے بہتر ذریعہ اور موجب حصول حسنات ہے ۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے :

عن عبدالله قال ان اصفر[7] البیوت بیت لیس فیه من کتاب الله شئی فاقروا القرآن فانکم تجزون علیه بکل حرف عشر حسنات اما انی لا اقول آلم و لکنی اقول الف ، لام ، میم ـ[8]

١- خاض یخوض ـ دخل (خاض الماء) ، خاض الغمرات ، اقتحمها

٢- القضاء بین الحق و الباطل

٣- ای کسره قطعة قطعة ـ

٤- زاغ ـ مال ـ

٥- ای لا یختلط به غیره ـ

٦- ترمذی ، ٢ : ١١٤

٧- الصفر والصفر ـ الخالی

٨- المستدرک ـ ١:٥٦٨

ترجمہ : عبداللہ سے روایت ہے - انھوں نے کہا کہ گھروں میں سے سب سے بڑھ کر خالی (غیر آباد) گھر وہ ہے کہ جس میں کتاب اللہ کا کچھ حصہ نہ ہو - یعنی وہاں کوئی بھی خدا تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرنے والا نہ ہو - لھذا قرآن پڑھو - کیونکہ اس کے ہر حرف پڑھنے پر تمہیں دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے - سن لو کہ میں آلم نہیں کہتا بلکہ میں تو یوں کہتا ہوں - الف ، لام اور میم - یعنی الم میں تین حروف ہیں اور ہر حرف کے بدلےدس نیکیاں-لیکن جو عزت و شرف صاحب قرآن کو اولین و آخرین کی موجودگی میں میدان حشر میں نصیب ہوگا - وہ صرف اسی امت کا حصہ ہے - رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خوش نصیب امت ، ''امۃ وسطا'' اور ''خیر امۃ'' بھی اسی لیے بنی کہ اس نے نعمت عظمی کو اپنے سینوں میں چھپا لیا اور یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کے سروں پر تاج فضیلت و کرامت سجایا جائے گا اور محفل محشر کے سرتاج یہی لوگ ہوں گے اور انھیں کی منازل اہل محشر کو آسمان کے ستاروں کی مانند نظر آئیں گی - چنانچہ اسی حقیقت کی وضاحت کرتے ہوئے ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

''عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یقال اصاحب القرآن یوم القیامۃ اقر وارقہ و رتل کما کنت ترتل فان منزلتک فی آخر آیۃ تقرأہ -''

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے - انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی - آپ نے فرمایا - صاحب قرآن سے قیامت کے دن کہا جائےگا - پڑھ اور اوپر چڑھ ، یعنی جنت کی منازل اور مدارج طے کر اور اس کی تلاوت میں آج بھی ایسی عمدگی اختیار کر - جیسا کہ تو دنیا میں کیا کرتا تھا - بے شک تیرا مقام اور تیری منزل وہ آخری آیت ہوگی جو تو پڑھے گا -

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یجئ صاحب القرآن[1] یوم القیامۃ فیقول القرآن یا رب حلہ[2] فیلبس تاج الکرامۃ ثم یقول یا رب زدہ یا رب ارض عنہ فیرضی عنہ و یقال لہ اقرہ وارقہ ویزاد بکل آیۃ حسنۃ -

---

۱- صاحب قرآن سے مراد وہ شخص ہے جس کے دل کی بہار اور جس کی آنکھوں کی ٹھنڈک قرآن ہے - اس کا جینا و مرنا اسی میں ہے - اس کی تلاوت اس کا مقصود اور مشغلۂ حیات ہے اور اپنے اعمال کو اس کی تعلیمات کے موافق کرنے میں کوشاں ہے -

۲- ای البسہ و زینہ -

ترجمہ : حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپ نے فرمایا - قیامت کے دن صاحب قرآن آئے گا - پس قرآن کہے گا - یا رب اس کو لباس سے مزین فرمائیے - پس اس کو تاج کرامت پہنایا جائے گا - پھر قرآن کریم دربار خداوندی میں عرض کرے گا - اے پالنے والے اس کو بڑھا اے پالنے والے اس سے راضی ہو جا پس اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا اور اس کو کہا جائے گا - پڑھ اور جنت کے درجات پر چڑھ اور ہر آیت کے بدلے نیکی زیادہ کی جائے گی -

ایک اور حدیث میں یوں وارد ہے :

عن عبداللہ بن عمرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یقال لصاحب القرآن یوم القیامۃ اقرأ وارتق و رتل[1] کما کنت ترتل فان منزلتک فی آخر آیۃ تقرأہ -[2]

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن صاحب قرآن سے یعنی قرآن پڑھنے والے شخص سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھ اور جنت کے درجوں پر چڑھ - اور اس کو آج بھی اچھی آواز کے ساتھ اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جس طرح کہ تو دنیا میں پڑھا کرتا تھا - بے شک تیرا آخری درجہ (جنت میں) قرآن کی آخری آیت پر ہوگا -

یہ عزت و کرامت ، یہ انعام و اکرام اور جنت کی یہ اعلی منازل صرف قارئین تک ہی محدود نہیں ہوں گی بلکہ ان کے ان خوش قسمت والدین کو بھی ان سے سرفراز فرمایا جائے گا - جنھوں نے اپنی اولاد کو اس راستہ پر لگایا - چنانچہ اسی ضمن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

"ما من رجل یعلّم ولدہ القرآن الاتوج یوم القیامۃ بتاج فی الجنۃ" -[3]

ترجمہ : کوئی آدمی بھی ایسا نہیں جو شخص اپنی اولاد کو قرآن سکھاتا ہے - قیامت کے دن جنت میں اسے تاج پہنایا جائے گا -

ایک اور روایت میں یوں ہے :

"عن معاذ بن انس من قرأ القرآن و عمل بما فیہ ألبس والدہ تاجاً یوم القیامۃ ضوءہ احسن من ضوء الشمس فی بیوت الدنیا لوکانت فیکم فما ظنکم بالذی عمل بهذا" -[4]

۱- الترتیل - التانق فی التلاوۃ و تحسین الصوت ، و خفض الصوت عند التلاوۃ (القرآۃ) -

۲- المستدرک ، ۱ : ۵۵۲ ، مشکوۃ المصابیح -

۳- المرجع السابق ، ۱ : ۵۵۲

۴- مشکواۃ المصابیح، ص- ۱۸۶

ترجمہ: معاذ بن انس رضؓ سے روایت ہے کہ جس نے قرآن پڑھا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا اس کے والد کو محشر کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا کہ جس کی روشنی سورج کی روشنی، جو کہ دنیا کے گھروں میں ہوتی ہے سے بہتر ہوگی۔ اگر وہ تم میں ہو، یعنی اس تاج کو اگر دنیا میں لایا جائے اور سورج کی روشنی اور اس کی روشنی میں مقابلہ کیا جائے۔ یہ تو اس شخص کا حال ہے جو محض قرآن پڑھنے والا ہے۔ پس تمہارا کیا گمان ہے اس شخص کے بارے میں جس نے اس پر عمل کیا۔ اس کے مرتبے اور عزت و تکریم کا تم اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔

صاحب قرآن کا صلہ صرف یہی نہیں کہ اس کے حفظ کرنے کے بدلے صرف اس کی ذات اور اس کے والدین ہی فیضیاب ہوں۔ بلکہ اسے شفاعت جیسے عظیم مرتبہ سے بھی نوازا جائے گا، اور اس کے دیگر گھرانے والے بھی اس کی سفارش سے آتش جہنم سے آزاد کر دیے جائیں گے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

عن علی رضؓ من قرأ القرآن فاستظهره[۱] فأحل حلاله وحرم حرامه أدخله الله الجنة و شفّعه[۲] فی عشرة من اهل بیته کلهم قد و جبت لهم النار[۳]۔

ترجمہ: حضرت علی رضؓ سے روایت ہے کہ جس نے قرآن پڑھا اور اسے یاد کیا پس اس کے حلال کو حلال کیا اور اس کے حرام کو حرام کیا۔ اللہ تعالی اس کو جنت میں داخل کرے گا اور ان دس گھر والوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول فرمائے گا جن میں سے ہر ایک کے لیے جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔

فی الحقیقت اس نسخۂ کیمیا کو ایک مسلمان جب اپنا لیتا ہے، اور اس کے ساتھ روحانی تعلقات و روابط پوری طرح استوار کر لیتا ہے، تو پھر اس کے فیوض و برکات کے چھینٹے اس پر پڑتے ہی رہتے ہیں، اور وہ محروم و شقی نہیں رہتا۔ آخرت کا یہ فائدہ کہ وہاں ایک شافع اور قائد کی حیثیت میں ابھرتا ہے، اور دنیا میں صراط المستقیم کا سالک۔ اسی حقیقت کو مندرجہ ذیل حدیث میں یوں واضح کیا گیا ہے:

۱۔ ای استظهر حفظه بان حفظ عن ظهر قلبه او استظهر طلب المظاهرة وهی المعاونة او استظهر اذا احتاط فی الامر وبالغ فی حفظه المعنی من حفظ القرآن وطلب منه القوة والمعاونة فی الدین فاحل حلاله وحرم حرامه او احتاط فی حفظ حرمته وامتثاله۔

۲۔ ای قبل شفاعته فیهم۔

۳۔ مشکواة المصابیح، ص ۱۸۷۔

"عن ابی شریح الخزاعی ان هذا القرآن سَبَبٌ طرفه بیدالله وطرفه بایدیکم فتمسکوا به فانکم لن تضلوا ولن تهلکوا بعده ابدًا ۔

ترجمہ : ابو شریح الخزاعی سے روایت ہے کہ یہ قرآن ایک رسی ہے اس کا ایک سرا اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے اور ایک سرا تمہارے ہاتھ میں ۔ پس اس کو (قرآن کریم) مضبوطی سے پکڑ لو ۔ پس اس کے بعد یعنی ایسا کر لینے کے بعد تم نہ کبھی گمراہ ہوگے اور نہ کبھی ہلاک ۔

عن ابن عباسؓ من تعلم کتاب اللہ ثم اتبع ما فیه هداہ اللہ تعالی به من الضلالة و وقاہ یوم القیامة سوء الحساب ۔

ترجمہ : ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جس نے اللہ کی کتاب کو سیکھا پھر جو کچھ اس میں ہے اس کی پیروی کی تو اس کے ذریعے سے اللہ تعالی نے اس کو گمراہی سے ہدایت دی ۔ یعنی گمراہی سے نکال کر ہدایت کے راستہ پر اسے چلایا اور قیامت میں اسے حساب کی سختی سے بچا لیا ۔

اب میں قرآن حکیم کے بعض اجزاء اور سورتوں کی خصوصیات کا ذکر کروں گا تاکہ قارئین پر کلام اللہ کی خصوصیات اور برکتیں واضح ہو جائیں ۔ سب سے پہلے میں بسم اللہ کے خواص پر روشنی ڈالتا ہوں ۔

بسملة (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) کے خواص

یہ آیت مبارکہ کتاب اللہ کا جزو اول ہے ، اور ان مکتوبات کا بھی جزو اول ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارسال فرمایا کرتے تھے ۔ چنانچہ امام قرطبی اپنی تفسیر میں مندرجہ ذیل حدیث نقل کرتے ہیں :

روی الشعبی والاغمش ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کان یکتب 'باسمك اللهم' حتی امران یکتب 'بسم الله' فکتبها ، فلما نزلت 'قل ادعوا الله أو أُدعوا الرحمٰن' 'کتب بسم الله الرحمٰن' فلما نزلت : إنه من سلیمان وانه 'بسم الله الرحمٰن الرحیم' کتبها. وفی مصنف أبی داؤد فالشعبی وأبو مالک و قتادة و ثابت بن عمارة : انّ النبی صلی الله علیه وسلم لم یکتب 'بسم الله الرحمٰن الرحیم' حتی نزلت سورة النمل[1] ۔

۱- تفسیر قرطبی ، ص ۱ : ۹۲

ترجمہ : شعبی اور الاعمش نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم 'باسمک اللھم' لکھتے تھے - یہاں تک کہ آپ کو یہ حکم دیا گیا کہ آپ 'بسم اللہ' لکھیں - پس آپ نے ایسا ہی لکھنا شروع کر دیا - پس جب کہ 'قل ادعوا اللہ یا ادعوا الرحمٰن' نازل ہوئی - آپ بسم اللہ الرحمٰن لکھنے لگے - جب کہ 'انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' نازل ہوئی تو اس کے بعد آپ نے ایسا ہی لکھنا شروع کر دیا ، اور مصنف ابو داؤد ، شعبی ، ابو مالک قتادہ اور ثابت بن عمارہ میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم 'بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' نہیں لکھتے تھے یہاں تک کہ سورۃ نمل نازل ہوئی - یعنی سورۃ نمل کے نزول کے بعد ہی آپ نے 'بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' لکھنا شروع کیا -

علماء کا اس کے سورۃ فاتحۃ یا دیگر سورتوں میں سے آیت ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے ، عموماً تین اقوال اس سلسلہ میں بیان کیے جاتے ہیں -

ان میں سے پہلا یہ ہے کہ یہ نہ تو سورۃ فاتحۃ کی آیت ہے اور نہ ہی دیگر سورتوں کی، صرف فصل اور تبرک کے لیے ابتدا میں لکھی جاتی ہے - یہ امام مالکؒ کا قول ہے، اور فقہائے مدینہ ، بصرہ و شام بھی اسی قول کے موید ہیں - امام ابوحنیفہ اور ان کے تابعین کا بھی یہی مذہب ہے ، اسی لیے نماز میں وہ اسے جہراً نہیں پڑھتے -

دوسرا قول یہ ہے کہ ہر سورۃ کی آیت شمار کی جاتی ہے - یہی عبداللہ بن المبارک وغیرہ کی بھی رائے ہے -

تیسرا قول امام شافعیؒ کا ہے کہ یہ سورۃ فاتحۃ کی آیت ہے - باقی سورتوں سے آیت ہونے میں انہیں تردّد ہے - بعض دفعہ انھوں نے کہا ہے کہ یہ ہر سورۃ سے آیت ہے اور بعض اوقات یہ کہا ہے کہ سوائے سورۃ فاتحۃ کے یہ کسی اور سورۃ کی آیت نہیں -

بعض علماء نے کہا ہے کہ 'بسم اللہ' ساری کی ساری شریعت مطہّرہ پر مشتمل ہے - کیونکہ یہ ذات و صفات دونوں پر دال ہے -

امام قرطبی نے 'بسم اللہ' کے بارے میں بعض علماء کا یہ قول نقل کیا ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قسم من ربّنا أنزله عند رأس كلّ سورةٍ ، يقسم لعباده ان هذا الذى وضعت لكم يا عبادى فى هذه السورة حقّ، وانّى أفى لكم

بجمیع ما ضمنت فی هذه السورة من وعدی و لطفی وبرّی ، و'بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' ممّا انزله اللہ تعالی فی کتابنا و علی هذه الامّة خصوصاً بعد سلیمان علیه السلام[۱] ۔

ترجمہ : بسم اللہ الرحمن الرحیم ہمارے رب کریم کی طرف سے قسم ہے اسے نازل کیا ہے ہر سورۃ کی ابتداء میں ۔ وہ اپنے بندوں کے لیے قسم کھاتا ہے کہ اے میرے بندو جو کچھ اس سورۃ میں میں نے تمہارے لیے رکھا ہے وہ حق ہے (یعنی جو احکام اس سورۃ میں بیان ہوئے ہیں ، وہ شک و شبہ سے بالاتر ہیں) ۔ اس کے علاوہ اس میں جو وعدہ و وعید ہیں وہ بھی حق ہیں ۔ گویا بسملۃ کی حیثیت قسم کی ہے (یعنی ہر سورۃ کی ابتداء میں قسم کھائی گئی اور اس کے مندرجات کو اس لیے مؤکد کیا گیا) اور اس سورۃ میں میں نے جس وعدہ ، لطف و کرم ، تم پر انعام و اکرام اور تمہارے ساتھ نیکی کرنے کی ضمانت دی ہے اسے میں تمہارے لیے پورا کروں گا ۔ 'بسم اللہ الرحمن الرحیم' ان سورتوں میں سے ہے جس کو اللہ تعالی نے ہماری کتاب میں نازل فرمایا اور اس امت پر نازل فرمایا خصوصی انعام کے طور پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد ۔

امت مسلمۃ تمام کتب علم اور رسائل وغیرہ کی ابتداء میں اس کے لکھے جانے کے جواز پر متفق ہے ۔ البتہ دواوین اشعار کی ابتداء میں اس کی کتابت کے جواز پر علماء کا اختلاف ہے ۔ مجالد شعبی سے روایت کرتے ہیں ۔ انھوں نے کہا کہ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ اشعار کی ابتداء میں اسے نہ لکھا جائے ۔ امام زہری کا قول ہے :

''مضت السنة الا یکتبوا فی الشعر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' و ذهب الی رسم التسمیة فی اول کتب الشعر سعید بن جبیر وتابعه علی ذلک اکثر المتاخرین. قال ابو بکر الخطیب: و''هو الذی نختاره و نستحبه''۔

شریعت مطّہرہ نے تمام کاموں کی ابتداء تسمیۃ سے کرنے کو مستحب و مستحسن قرار دیا ہے ۔ چنانچہ علامہ قرطبی اس پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

''ندب الشرع الی ذکر البسملة فی اول کلّ فعل ، کالأ کل والشرب والنحر والجماع والطهارة و رکوب البحر الی غیر ذٰلک من الافعال. قال اللہ تعالٰی ''فکلوا ممّا ذکر اسم اللہ علیه''. وقال أرکبوا فیها بسم اللہ مجریها ومرسٰها''۔

۱۔ المرجع السابق ۱ : ۹۲ ۔

وقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم : ''اغلق بابک واذکر أسم اللّٰہ وأوک[1] سقاءک و اذکر أسم اللّٰہ وأطفی مصباحک واذکر أسم اللّٰہ و خمّر اناءک[2] واذکر أسم اللّٰہ وقال ''لو انّ احدکم اذا اراد أن یاتی اھلہ قال بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم جنّبنا الشیطان وجنّب الشیطان ما رزقتنا فانّہ ان یقدر بینھما ولد فی ذٰلک لم یضرہ شیطان ابدا ۔

و قال لعمر بن أبی سلمۃ : ''یا غلام سم اللّٰہ و کل بمینک و کل ممایلیک'' و قال ''ان الشیطان لیستحل الطعام الایذکر اللّٰہ علیہ'' و شکا الیہ عثمان بن ابی العاص وجعاً یجدہ فی جسدہ منذ أسلم ، فقال لہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم. ''ضع یدک علی الذی تألم من جسدک و قل بسم اللّٰہ ثلاثا و قل سبع مرات اعوذ بعزۃ اللّٰہ و قدرتہ من شرما اجد و أحاذر ۔[3]

ترجمہ : شریعت مبارکہ نے تمام افعال حسنہ کی ابتداء میں بسم اللہ کے ذکر کو مستحب قرار دیا ہے چنانچہ کھانے ، پینے، قربانی، جماع ، طہارۃ ، سمندر کے سفر وغیرہ وغیرہ سارے افعال سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے ۔ اسی لیے اس کی سند میں قرآن پاک میں وارد ہوا ہے ۔ ''فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ'' پس کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے ۔ اسی طرح ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا ۔ ''و قال ارکبوا فیھا بسم اللہ مجریھا و مرسھا.'' اور کہا ۔ سوار ہو جاؤ اس میں اس اللہ کے نام کے ساتھ جو اس کو چلانے والا ہے اور اس کو ٹھہرانے والا ہے ۔

احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی جابجا اس طرف اشارہ موجود ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اپنا دروازہ بند کر اور اللہ کا نام لے ۔ اپنے مشکیزہ کا منہ بند کرتے وقت بھی اللہ کا نام لے اور جب اپنا چراغ بجھا تو بھی اللہ کا نام لے اپنے برتن کو ڈھکتے وقت بھی بسم اللہ پڑھو اور فرمایا ۔ اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے ہمبستری کا ارادہ کرے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے اور یہ بھی کہے کہ ہمیں شیطان سے بچا اور اس کو بھی جو تو ہمیں عطا

۱۔ ای اشدد رأس القربۃ من وعاء ونحو ۔

۲۔ التخمیر ، التغطیۃ ۔ یقال خمّر وجھہ ۔ ای غطّاہ ۔

۳۔ تفسیر قرطبی ، ۱ : ۹۸

کرے تو بلاشبہ اس دوران اگر دونوں کے لیے بچہ مقدر کر دیا جاتا ہے تو اس کو کبھی بھی شیطان مس نہیں کر سکے گا - اور عمر بن ابی سلمة نے فرمایا - اے لڑکے اللہ کا نام لے ، اپنے دائیں ہاتھ سے کھا اور جو تیرے سامنے ہے اس سے کھا - اور فرمایا - بے شک شیطان کھانے کو اپنے لیے حلال کرتا ہے سوائے اس کھانے کے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے ، اور عثمان بن ابی العاص نے جب کہ وہ اسلام لائے اپنے جسم میں درد کی شکایت محسوس کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا - اپنے جسم میں جس جگہ تو درد محسوس کرتا ہے وہاں اپنا ہاتھ رکھ اور تین دفعہ بسم اللہ شریف اور سات دفعہ اعوذ بعزة اللہ و قدرتہ من شرّ ما اجد و احاذر پڑھ -

ایک مومن کا یہ پختہ عقیدہ ہے اور اس نظریہ پر وہ پوری طرح ایمان رکھتا ہے کہ اس کون و مکان کی ہر شے مشیت الٰہی کے تابع ہے اور اس کی کار فرمائیاں ہر شے میں جاری و ساری ہیں - اس کے حکم کے بغیر ایک پتے میں بھی قدرت نہیں کہ وہ حرکت کر سکے - لہذا اس قادر مطلق سے استعانت ہر لحظہ اور ہر گھڑی درکار ہے اور اس کے نام سے ہر کام کی ابتدا اس کا ایک عملی نمونہ ہے پس یہی سارے مسائل و مہمات کا واحد حل ہے - کیونکہ ایک مومن کا یہی ایمان ہے کہ اس کا کوئی بھی فعل ہرگز بارآور ثابت نہیں ہو سکتا جب تک کہ تائید ایزدی اس کے شامل حال نہ ہو - اور اسے نتیجہ خیز اور مؤثر بنانے والی صرف اور صرف یہی چیز ہے - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ”کل امر ذی بال[1] لم یبداء الا ببسم اللہ فھوابتر“[2] اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے سب سے پہلا کلام جو بطور وحی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا وہ یہی آیت مبارکہ ہے - جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے -

عن بن عمرؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: کان جبریل اذا جاءنی بالوحی اول ما یلقی علی ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ -

ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام جب وحی لے کر میرے پاس آئے تو سب سے پہلی چیز جو مجھ پر ڈالی یعنی سب سے پہلا کلام جو مجھے پہنچایا وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم“ تھا -

---

۱- البال ، الشان ، الحال -

۲- البتر ، القطع علی غیر تمام و فی الصحاح ، ”من قبل الاتمام“-

ایک اور روایت میں یوں آیا ہے :

عن عبداللہ بن عباس قال : ان اول ما نزل به جبریل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم قال یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ''قل استعیذ بالسمیع من الشیطان الرجیم'' ثم قال قل بسم اللہ الرحمن الرحیم ، قال : قال له جبریل علیه السلام : قل بسم اللہ یا محمد صلی اللہ علیه وسلم ، یقول : اقرأ بذکر اللہ ربک و قم واقعد بذکر اللہ ۔

ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس نے کہا کہ سب سے پہلی چیز (کلام) جسے لے کر حضرت جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے وہ یہ تھی کہ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ کہہ ، ''استعیذ بالسمیع العلیم من الشیطان الرجیم'' ، پھر کہا کہہ ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' راوی نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جبریل علیہ السلام نے کہا ۔ بسم اللہ کہہ ، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ، یعنی جبریل علیہ السلام کہتے ہیں ۔ اپنے رب تعالیٰ کے ذکر سے پڑھ اور اٹھ اور بیٹھ اللہ جل و علا کے ذکر کے ساتھ ۔

خدائے بزرگ و برتر کا یہ پہلا کلام ایک آنے والے عظیم انقلاب کا پتہ دے رہا تھا ۔ اس کے نزول کے وقت حالات نے پلٹا کھایا ۔ دنیا والوں نے حالات کا ایک تغیر محسوس کیا ۔ کائنات کی ساری چیزوں نے اور سارے کے سارے مظاہر فطرت نے اس کے استقبال کی تیاریاں شروع کر دیں ۔ دنیا میں ہیجان برپا ہوگیا ۔ ساکن مضطرب ہوگیا ۔ مضطرب نے سکون کی راہ لی ۔ جن و انس ، بہائم و وحوش اس نرالے کلام کو سننے کے لیے ہمہ گوش ہوگئے ۔ شیاطین اس کو سننے کی تاب نہ لاتے ہوئے مقہور و مرحوم ہوئے ۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی

حدیث میں آتا ہے :

عن جابر رض قال لما نزلت ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' هرب الغیم الی المشرق و سکنت الریح و هاج البحر و أصغت البهائم بآذانها و رجمت الشیاطین من السماء و حلف اللہ تعالی بعزته و جلاله ان لا تسمی علی شیء الابارک فیه ۔[1]
عن عائشة ، قالت : لما نزلت ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' ضجت الجبال[2] حتی سمع اهل مکة دویها[3] فقالوا : سحر محمد صلی اللہ علیه وسلم فبعث اللہ تعالی

۱۔ فتح القدیر للشوکانی ، ۱ : ۹
۲۔ الضجة ۔ الجلبة ۔
۳۔ الدویّ هو الصوت الذی لا یفهم منه شیٔ من الذباب و النحل ، دویّ الریح ۔ حفیفها ۔

دخانا حتی أظل علی اهل مکة . فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم . ''من قرأ بسم اللہ الرحمن الرحیم موقناً سبحت معه الجبال الا انه لا یسمع ذلک منه .[1]

ترجمہ : حضرت جابر سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب بسم اللہ الرحمن الرحیم نازل ہوئی ۔ بادل سوئے مشرق کی طرف بھاگا ۔ ہوائیں ساکن ہوگئیں ۔ سمندروں میں ھیجان برپا ہوگیا ۔ بہائم متوجہ ہوگئے ۔ آسمان سے شیطانوں کو بھگا دیا گیا اور اللہ تعالی نے اپنی عزت اور جلال کی قسم کھا کر فرمایا کہ جس چیز پر بھی بسم اللہ پڑھی جائے گی ۔ اس میں برکت دے دی جائے گی ۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جب بسم اللہ الرحمن الرحیم نازل ہوئی ۔ پہاڑوں سے شور و غل بلند ہوا ۔ یہاں تک کہ اہل مکۃ نے اس کی گونج کو سنا ۔ تو انھوں نے کہا کہ معاذ اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جادو کر دیا ہے ، پس اللہ تعالی نے دھواں بھیجا یہاں تک وہ اہل مکہ پر چھا گیا ۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ جس کسی نے بسم اللہ شریف اس پر یقین رکھتے ہوئے پڑھی تو اس کے ساتھ پہاڑ بھی تسبیح کرتے ہیں ۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ ان کا پڑھنا نہیں سن سکتا ۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''بسم اللہ شریف'' تمام سورتوں کی سرتاج ہے ۔ بعض عارفوں کی رائے میں یہی اللہ تعالی کا اسم اعظم ہے اور لوگوں کے لیے نور ہے ۔

حضرت جعفر سے مروی ہے کہ اگر کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو تو اللہ تعالی کے حضور ایک کاغذ پر بطور عریضہ یوں لکھے :

''بسم اللہ الرحمن الرحیم من العبد الذلیل الی الرب الجلیل انی مسنی الضرو انت ارحم الراحمین و یرمی الورقة فی الجاری و یقول الٰهی بمحمد صلی اللہ علیه وسلم و آله الطیبین و صحبه المرتضین اقض حاجتی یا اکرم الاکرمین و تذکر حاجتک فانها تقضی انشاء اللہ تعالی'' ۔

اسی طرح بعض علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص بارہ ہزار دفعہ ''بسم اللہ'' پڑھے اور ہر ہزار کے آخر میں دو رکعت نفل پڑھے اور حاجت مطلوبہ خدا تعالی کے حضور عرض کرے ۔ یہی عمل جاری رکھے یہاں تک کہ عدد مذکور پورا ہو جائے ۔ انشاء اللہ اس کی حاجت پوری ہوگی ۔

عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال من کانت له حاجة فلیسبغ الوضوء[2] ۔

---

۱ - فتح القدیر للشوکانی ، ۱ : ۹

۲ - یقال اسبغ فلان الوضوء: ابلغه مواضعه و وفّی کل عضو حقه ۔

اور ہزار دفعہ ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' کا ورد کیا ۔ اور اسی طرح ہزار مرتبہ اللہ جل و علا کی حمد و ثنا بیان کی ، ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھا اور اتنی ہی دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ درود پیش کیا اور اس کے بعد ہزار دفعہ عامل کے حق میں بد دعا کی ۔ اس کے بعد مجمع سے کہا کہ کوئی آدمی اس کے ہاں بھیجو جو تمہیں اس کی خبر لا دے ۔ بے شک اللہ تعالی نے تمہاری بد دعا کو قبول کر لیا ۔ پس ان میں سے چند لوگ اس کا حال معلوم کرنے گئے تو اسے مصیبت میں مبتلا پایا ۔ اس کا اعصابی نظام مختل ہو چکا تھا اور وہ ذہنی توازن کھو بیٹھا تھا ۔ اسی حال میں رہا یہاں تک کہ اسے موت نے آ لیا ۔[1]

سأل سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن البسملة فقال ھو اسم اللہ الاعظم و ما بینہ و بین اسم اللہ الاعظم الا کما بین سواد العین و بیاضھا من القرب۔

ترجمہ : سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بسم اللہ شریف کی حقیقت کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالی کا اسم اعظم ہے اور اللہ تعالی اور اس کے اسم اعظم کے درمیان اتنا قرب ہے جتنا کہ آنکھ کی پتلی اور اس کی سفیدی کے درمیان یہ بھی حکایت کی گئی ہے کہ یہ نام اللہ تعالی کا اسم باطن ہے ۔ یہ اسم مخزون و مکنون ہے ۔ جب بھی اس کے واسطہ سے اللہ تعالی سے دعا کی جائے یقیناً شرف قبولیت سے نوازی جاتی ہے اور جو کوئی بھی اس نام کا احترام کرتا ہے اس کے درجات بلند کر دیے جاتے ہیں ۔ وہ محترم و مکرم ٹھہرتا ہے ۔ باب حکمت اس پر کھول دیا جاتا ہے ۔ اس کی توبہ قبول کر لی جاتی ہے ۔

حدیث میں آتا ہے :

قال علیہ الصلواۃ و السلام ''ما من کتاب یلقی بمضیعة[2] من الارض فیہ اسم من اسماء اللہ تعالی الابعث اللہ لہ ملائکة یحفونہ بأجنحتھم حتی یبعث اللہ تعالی الیہ ولیاً من اولیائہ نیرفعہ من الارض و من رفع کتابا من الارض فیہ اسم من اسماء اللہ تعالی رفعہ اللہ تعالی فی علیین ۔[3]

ترجمہ : حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی ایسی کتاب کہ جس میں اللہ تعالی کے ناموں میں سے کوئی نام ہو ۔ جب کسی نامعلوم جگہ میں

۱۔ الدر النظیم فی خواص القرآن العظیم ، ص ۱۲ - ۱۳

۲۔ یقال ھو بدار مضیعة و مضیعة ای بدار ضیاع ۔

۳۔ المرجع السابق ، ص ۵ ، ۶ ۔

پھینک دی جاتی ہے تو اللہ اس کے لیے فرشتوں کو بھیجتے ہیں جو اپنے پروں کا سایہ اس پر کر لیتے ہیں ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالی اپنے دوستوں میں سے کسی دوست کو بھیجتا ہے اور وہ اسے زمین سے اٹھا لیتا ہے اور جو کوئی ایسی کتاب کو جس میں اللہ تعالی کا کوئی نام ہو زمین سے اٹھا لے ۔ اللہ تعالی علیین میں اس کو اٹھا لیتے ہیں وہاں اس کا نام بلند کرتے ہیں ۔

چنانچہ علامہ یافعی ''الدر النظیم فی خواص القرآن العظیم'' میں لکھتے ہیں :

و كان سبب توبة بشر بن الحرث الحافی انه اصاب فی الطریق کاغدة مکتوب علیها اسم الله تعالی و قد وطئها[1] الاقدام فأخذها و اشتری بدرهم كان معه غالیه[2] فطیب[3] بها الکاغدة و جعلها فی شق[4] حائط فرأی فیمایری النائم کان قائلاً یقول له یا بشر طیبت اسمی لا طیبن اسمک فی الدنیا و الاخرة[5] و یصل رکعتین یقرأ فی الاولی بفاتحة الکتاب و آیة الکرسی و فی الثانیة بفاتحة الکتاب و آمن الرسول الخ السورة و یتشهد و یسلم و یدعو بهذا الدعاء اللهم یا مؤنس کل وحید و یا صاحب کل فریدو یا قریبا غیر بعید و یا شاهداً غیرغائب و یا غالبا غیر مغلوب یا حی یا قیوم یاذا الجلال و الاکرام یا بدیع[6] السموات و الارض اللهم انی اسئلک باسمک ''بسم الله الرحمن الرحیم الحی القیوم الذی لا تاخذه سنة و لا نوم واسئلک باسمک بسم الله الرحمن الرحیم الحی القیوم الذی عنت[7] له الوجوه و خشعت له الاصوات و وجلت[8] من خشیته القلوب ان تصلی علی سیدنا محمد صلی الله علیه وسلم و علی آل محمد صلی الله علیه وسلم و ان تقضی لی کذا و کذا فانه تقضی حاجته ۔[9]

۱- ای داسها ۔

۲- الغالیة ، اخلاط من الطیب ۔

۳- طیب ۔ جعله طیبا و عالجه لیطیب ۔

٤- الشق ، الجانب ، الناحیة ۔

۵- الدر النظیم فی خواص القرآن الکریم ، ص ٦

٦- ای موجدها و هو من اسمائه تعالیٰ و معناه المبدع و انه بدیع فی نفسه لا مثیل له ۔ ای خضعت و ذلت ۔

۷- ای سکنت و ذلت و خضعت ۔

۸- ای خافت ۔

۹- الدر النظیم فی خواص القرآن العظیم ، ص ۱۱

ترجمہ : حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو تو اسے چاہیے کہ بہت اچھی طرح وضو کرے اور بعد ازاں دو رکعت نفل پڑھے - پہلی رکعت میں سورۃ فاتحۃ اور اٰیۃ الکرسی پڑھے اور دوسری میں سورۃ فاتحۃ اور آمن الرسول (سورۃ کے آخر تک) پڑھے۔اور تشہد میں بیٹھےاور سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔

''اللھم یا مونس کل وحید و یا صاحب کل فرید و یا قریبا غیر بعید و یا شاھد اغیر غائب و یا غالبا غیر مغلوب یا حی یا قیوم یا ذا الجلال و الاکرام یا بدیع السموات و الارض اللھم انی اسئلک باسمک ''بسم اللہ الرحمن الرحیم الحی القیوم الذی لا تاخذہ سنۃ و لا نوم و اسئلک باسمک بسم اللہ الحی القیوم الذی عنت لہ الوجوہ و خشعت لہ الاصوات و وجلت من خشیتہ القلوب ان تصلی علی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم و علی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم -

اور یہ کہ میری یہ حاجت پوری کی جائے - بے شک اس کی حاجت پوری کر دی جاتی ہے -

علامہ یافعی اپنی کتاب ''الدر النظیم فی خواص القرآن العظیم ، میں لکھتے ہیں کہ امام ابو یعقوب یوسف الشاذلی الزیات ، ابراھیم ابن موسی بن عبداللہ المعروف با صاصای جو ابراھیم بن ھلال الدکالی کے ساتھیوں میں سے تھے اور مستجاب الدعوات تھے کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ چند لوگوں نے ان کے ہاں ایک عامل کے مظالم کی شکایت کی - آپ نے ساحل پر خلق کثیر کو جمع کیا -

ترجمہ : بشر بن الحرث الحافی کی توبہ کا سبب یہ ہوا کہ انھیں راستہ میں پڑا ہوا ایک ایسا کاغذ ملا جس پر اللہ تعالی کا نام نامی لکھا ہوا تھا - قدموں نے اسے روند دیا تھا آپ نے وہ کاغذ اٹھا لیا اور ایک درھم کی خوشبو خرید لی جو کہ آپ کے پاس تھا - وہ خوشبو اس کاغذ پر لگا کر اسے ایک دیوار کی جانب میں رکھ دیا - سوتے میں خواب دیکھا کہ ایک کہنے والا اسے کہہ رہا ہے ، اے بشر تو نے میرے نام کو معطر کیا ہے - میں یقینا دنیا و آخرت میں تیرے نام کو معطر کروں گا -

چنانچہ اسی واقعہ کے پیش نظر علامہ یافعی لکھتے ہیں :

فکم من غنی کان راکبا لا یمشی و یستنکف[1] آن یکون حافیامات[2] اسمه بموته و ھذا کان فقیرا حافیا بقی ذکره علی الاحقاب[3] فلیعمل العاملون فلا یضیع عمل عامل عند اللہ تعالی ۔

سعید بن سکینہ سے روایت ہے کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے ایک کاغذ کو دیکھا جس میں یہ اسم اعظم لکھا ہوا تھا ۔ اس نے اسے چوما اور سر آنکھوں سے لگایا ۔ اللہ تعالی نے اس کی مغفرت فرما دی ۔ صرف یہی نہیں بلکہ اسے خوشخط کرکے لکھنا بھی باعث نجات ہے ۔ نیز انہی سعید سے مروی ہے وہ کہتے ہیں :

''بلغنی ان علی بن ابی طالب رضی اللہ عنه نظر الی رجل یکتب ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' فقال له۔ جودھا[4] فان رجلا جودھا نغفرله''۔

ترجمہ : مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھ رہا تھا ۔ آپ نے اس سے فرمایا ۔ اسے خوبصورت کرکے لکھ ۔ ایک آدمی کا بسم اللہ کا ورد محافظین جہنم سے آزادی کا باعث ہے ، چنانچہ حدیث میں آتا ہے :

''عن عبداللہ ابن مسعود قال : من ارادان ینجیه اللہ تعالیٰ من الزبالیة[5] التسعة عشر فلیقرأ ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' لیجعل اللہ تعالیٰ له بکل حرف منھا جنة[6] من کل واحد فالبسملة تسعة عشر حرفا علی عدد ملائکة اھل النار الذین قال اللہ تعالیٰ فیھم: ''علیھا تسعة عشر''. ھم یقولون فی کل افعالھم : ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' فمن ھنالک ھی قوتھم و بلبسم اللہ استضلعوا.[7]

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے انھوں نے کہا ۔ کہ جس کسی کا یہ ارادہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے انیس (۱۹) زبانیة سے نجات عطا فرمائے۔

۱۔ ای استکبر ، امتنع انفة و حمیة و استکباراً ۔
۲۔ ماشیا بلاخف ۔
۳۔ الحقب ۔ ثمانون سنة و یقال اکثر من ذلک ، الدھر ۔
۴۔ جودھا ۔ ای حسنھا ۔
۵۔ واحدھا الزبنیة ، متمرد الجن و الانس ، و ۔ الشرطی ، الزبانیة عند العرب الشرط وسمی بذلک بعض الملائکة لدفعھم اھل النار الیه ۔
۶۔ السترة و ۔ کل ماوقی من سلاح۔
۷۔ تفسیر قرطبی ، ۱ : ۹۵

اسے چاہیے کہ وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے ۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر ہر حرف کے بدلہ میں ان میں سے ہر ایک سے بچنے کے لیے ڈھال بنا دے ۔ ملائکۃ جہنم کی تعداد کے مطابق بسم اللہ شریف کے بھی انیس(۱۹) حرف ہیں۔ یہ وہ فرشتے ہیں جن بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے - ''علیھا تسعۃ عشر'' (اس پر انیس (۱۹) فرشتے مقرر ہیں) وہ اپنے تمام افعال میں بسم اللہ کہتے ہیں - (یعنی اپنے ہر کام کی ابتدا اللہ کے نام سے کرتے ہیں) اور یہی ان کی قوت کا باعث ہے اور بسم اللہ شریف کی برکت سے ہی انھوں نے قوت چاہی اور جہنم کے اہوال و شدائد کے متحمل ہوئے۔

ایک مومن اگر گناہوں سے اپنے آپ کو پاک و صاف دیکھنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ اس اسم اعظم کی مالا جپتا رہے - چنانچہ عارفین حضرت لکھتے ہیں :

''و اعلم آن البسملة أربع کلمات والذنوب اربعة انواع ، ذنوب اللیل و ذنوب النهار و ذنوب السر و ذنوب العلانیة فمن قالها علی الایمان و اخلاص و صفاء غفر الله تعالیٰ له الانواع الاربعة من الذنوب و الخنا[1]''

اس بابرکت نام کا پڑھنا موجب حصول حسنات ہے :

''عن ابن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم. ''من قرأ بسم الله الرحمن الرحیم کتب الله تعالیٰ له بکل حرف أربعة آلاف حسنة و محاعنه اربعة الاف سیئة و رفع له أربعة الاف درجة''[2]

ترجمہ : ابن مسعودؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پڑھی تو اس کے ہر حرف کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس کے لیے چار ہزار نیکیاں لکھتے ہیں - اور اس کے چار ہزار گناہ معاف کرتے ہیں - اور چار درجے اس کا مرتبہ بلند فرماتے ہیں -

جس طرح ہر کتاب کی بسم اللہ مفتاح ہے - اسی طرح سورۃ فاتحہ سے نماز کا افتتاح ہوتا ہے - چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے :

''عن علیؓ انه کان اذا افتتح السورة فی الصلواة یقرأ بسم الله الرحمن الرحیم و کان یقول من ترک قرآتها فقد نقص و کان یقول هی تمام السبع[3] المثانی'' [4]

۱- یقال خنا الرجل ن یخنو ، افحش فی کلامه ، (انخنی) محرکة ، الفحش فی الکلام.
۲- فتح القدیر للشوکانی ، ۱ : ۹
۳- السبع المثانی - قیل هی سورة الفاتحة لانها سبع ایات و قیل هی عبارة عن سبع سور وهی من الفاتحة الانفال وقیل هی اسم القرآن.
۴- کنز العمال - ۱ : ۲۲۰

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں سورۃ فاتحہ کی ابتدا کرتے تو ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پڑھتے ۔ اور آپ فرماتے تھے کہ جس نے اس کا پڑھنا چھوڑا اس نے کمی کی نیز آپ فرماتے تھے کہ ''بسم اللہ'' السبع المثانی کی تکمیل ہے ۔

عن ابن عباس ''من ترکھا فقد ترک مائة و اربعة عشر آیة من کتاب اللہ تعالیٰ''

ترجمہ : ابن عباس فرماتے ہیں ۔ جس نے اس کو چھوڑ دیا ۔ گویا اس نے خدا تعالیٰ کی کتاب میں سے ایک سو چودہ آیات (۱۱۴) چھوڑ دیں ۔

علامہ قرطبی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں ۔ کہ علی بن الحسین رض نے اللہ تعالیٰ کے اس قول تفسیر میں کہا :

''و اذا ذکرت ربک فی القرآن وحدہ ولّوا علی ادبارھم نفوراً'' قال معناہ اذا قلت بسم الرحمن الرحیم۔

و عن الزھری فی قولہ تعالیٰ ''والزمھم کلمة التقوی قال بسم اللہ الرحمن الرحیم''[1]

سورۃ الفاتحہ کے فضائل و روحانی خواص

علماء کا اس پر اجماع ہے کہ یہ سورۃ مکیۃ ہے ۔ اس کا نام فاتحة اس لیے ہے کہ قرآن کریم کی ابتداء اسی سورۃ سے ہوتی ہے اور نماز بھی اسی سے شروع کی جاتی ہے ۔ اسے ام القرآن ، سورۃ الکنز ، الوافیة[2] ، سورۃ الحمد اور السبع المثانی کے ناموں سے بھی موسوم کیا جاتا ہے ۔ چونکہ یہ سات آیات ہیں اور ہر رکعت میں انھیں دہرایا جاتا ہے اس لیے اسے السبع المثانی کہتے ہیں ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ''لماقرت لہ ھی المنجیة'' کے مطابق اسے منجیة[3] بھی کہا جاتا ہے ۔ سورۃ الصلواۃ ، سورۃ الشفا اور الشافیۃ بھی اس کے نام ہیں ۔ اس سورۃ مبارکہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ دو دفعہ نازل ہوئی ۔ ایک دفعہ مکہ مکرمہ میں

۱- الدرالنظیم فی خواص القرآن العظیم- ص ٦

۲- انھا سبع آیات ولا تنتصف۔

۳- ای سبب للنجاة و الخلاص ۔

اور دوسری دفعہ مدینہ منورہ میں ۔ یہ اسی امت کے ساتھ مخصوص ہے اور اس سے پہلے اس کی مثل کوئی کلام کسی نبی پر نازل نہیں ہوا ۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے :

”عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ خرج علی ابی ابن کعب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا أبیّ و ھو یصلی فالتفت ابیّ فلم یجبہ و صلی ابیّ فحقف[1] ثم انصرف الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علیکم السلام ما منعک یا ابی ان تجیبنی اذ دعوتک فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی کنت فی الصلواۃ قال افلم تجد فیما اوحی اللہ تعالیٰ الی ان استجیبوا للہ و للرسول اذا دعا کم لما یحییکم قال بلی ولا اعود ان شاء اللہ تعالیٰ قال اتحبّ ان اعلّمک سورۃ لم ینزل فی التوراۃ ولا فی الانجیل ولا فی الزبور ولا فی القرآن مثلھا قال نعم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف تقرأ فی الصلوۃ قال فقرأ[2] اّم القرآن فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و الذی نفسی بیدہ ما انزلت فی التوراۃ ولا فی الانجیل ولا فی الزبور ولا فی القرآن مثلھا و انھا سبع من المثانی و القرآن العظیم الذی اعطیتہ“[3]

ترجمہ : حضرت ابو ہریرۃ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابی ابن کعب کی طرف آئے تو آپ نے فرمایا ۔ اے ابیّ وہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے ۔ ابیّ متوجہ ہوئے لیکن جواب نہ دیا ۔ ابیّ نے نماز پڑھی ۔ پھر وہاں ٹھہرے رہے ۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چل دیے ۔ حاضر خدمت ہو کر عرض کی ۔ تجھ پر سلام ہو اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جواب میں وعلیکم السلام کہا اور فرمایا کہ اے ابی تجھے میری دعوت کے جواب دینے سے کس چیز نے روکا ۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھ رہا تھا ۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے اس چیز میں جو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے (قرآن کریم) یہ حکم نہیں پایا؟ کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمھیں بلائیں تو

۱۔ و ھو من حقف الظبیؑ ای ربض فی حقف من الرسل و قیل کان منطویا کالحقف وقد انحنی و تثنی فی نومہ۔

۲۔ قولہ فقرأ ای قرأ ام القرآن مرتلا و مرسلاً و مجودا و بہ طابق الجواب السوال ۔

۳۔ جامع الترمذی ، ۲ : ۱۱۱۔

جواب دو ۔ کیونکہ جس چیز کی طرف وہ تمہیں بلاتے ہیں وہ تمہیں زندگی بخشتی ہے۔ اس نے عرض کی ہاں بے شک انشا اللہ آئندہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تو پسند کرتا ہے کہ میں تجھے ایک ایسی سورۃ سکھا دوں جس کی مثل نہ توراۃ و انجیل اور زبور اور نہ ہی قرآن میں نازل ہوئی۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مجھے ضرور سکھا دیجیے) تو نماز میں کیا پڑھتا ہے تو انھوں نے امّ القرآن پڑھی ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس کی مثل نہ توراۃ، انجیل اور زبور اور نہ ہی قرآن میں کوئی سورۃ نازل ہوئی اور یہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا۔ یہ وہ نعمت عظمی ہے جو سارے قرآن کا بدل ہے۔ چنانچہ ایک اور روایت میں یوں وارد ہوا ہے :

''عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم. فاتحة‌الکتاب تجزی[1] مالا یجزی شئی من القرآن ولوان فاتحة الکتاب جعلت فی کفة[2] المیزان و جعل القرآن فی الکفة الاخری لفضلت فاتحة الکتاب علی القرآن سبع مرات[3] ''ام القرآن عوض عن غیرها ولیس غیرها منها عوض (ک عن عبادةؓ)''

ترجمہ : حضرت ابوالدرداء سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ جس طرح کفایت کرتی ہے۔ قرآن میں سے کوئی اور سورۃ اس طرح کفایت نہیں کرتی۔ اگر فاتحۃ الکتاب کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور سارا قرآن دوسرے پلڑے میں تو فاتحۃ الکتاب کو قرآن پر سات گنا زیادہ فضیلت ہوگی۔

''عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز و جل اعطانی فیما من به علی انی اعطیک فاتحة الکتاب وهی کنز من کنوز عرشی ثم قسمتها بینی و بینک نصفین''[4]

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ عز و جل نے مجھے وہ چیز عطا کی جس کے بارے میں احسان جتایا کہ میں تجھے فاتحۃ الکتاب عطا کروں گا

۱- جزاہ - یجزیه : کافاہ

۲- مایجعل علیه الموزون

۳- کنز العمل : ۱ : ۱۴۰

۴- الدر النظیم فی خواص القرآن العظیم ، ص ۱۳ ، کنز العمال ، ۱ : ۱۴۰

اور وہ میرے عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ پھر میں نے اس کو اپنے اور تیرے درمیان آدھا آدھا تقسیم کیا ۔

سورۃ فاتحۃ منبع حمد الہی ہے ، ہماری فوز و فلاح کی ضامن ۔ ہمارے سارے دکھوں اور غموں کا واحد علاج ، اور ہمارے سارے امور کی تکمیل کا واحد ذریعہ ہے ۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے :

''عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل امر ذی بال لایبدا فیہ بحمد اللہ فھوا اجذم''[1]

دوائے نافعہ و شفائے تامہ ہے ۔ مفتاح غنا و فلاح ہے ۔ جیسا کہ ابن القیم نے لکھا ہے :

''فاتحۃ الکتاب و أم القرآن و السبع المثانی و الشفاء التام و الدواء و النافع و الرقیّۃ التامۃ و مفتاح الغنی و الفلاح و حافظۃ القوۃ و دافعۃ الھم و الغم و الخوف و الحزن، من عرف مقدارھاوٗا عطاھا حقھا و احسن ترتیلھا علی دائہ و عرف الاستشفاء و التداوی بھاو السر الذی لاجلہ کانت کذلک.

جیسا کہ گذشتہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے کہ اس کے متعدد ناموں میں سے ایک نام سورۃ الصلاۃ بھی ہے اسی لیے اگر نماز میں صرف یہی سورۃ پڑھ لی جائی تو کفایت کرتی ہے ۔ اسی طرح اس کا ترک کر دینا نماز کو ناقص بنا دیتا ہے ، جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

قال علیہ الصلوۃ و السلام ''من صلی صلاۃ لم یقرأ فیھا بأم القرآن فھی خداج[2]۔''

ترجمہ : حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ جس نے نماز پڑھی اور اس میں ام القرآن یعنی سورۃ فاتحۃ نہ پڑھی وہ نماز ناقص ہے ۔
اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا ۔

من قرأ فاتحۃ الکتاب فکانما قرأ التوراۃ و الانجیل و الزبور و الفرقان ۔

ترجمہ : جس شخص نے سورۃ فاتحۃ پڑھی اس نے گویا توراۃ ، انجیل ، زبور اور فرقان حمید سب کو پڑھ ڈالا ۔

قال علیہ الصواۃ والسلام ان القوم لیبعث علیھم العذاب حتما مقضیا فیخرج صبی من صبیانھم فیقرأ من کتاب اللہ فاتحتہ فیرفع اللہ عنھم العذاب بذلک أربعین سنۃ ۔[3]

۱۔ المقطوع الید و قیل الذاھب الانامل.

۲۔ الدر النظیم فی خواص القرآن العظیم ، ص ۳ ، الخداج : کل نقصان فی شی ۔

۳۔ المرجع السابق ۔

ترجمہ : حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ایک قوم پر عذاب بھیجا جائے گا اور عذاب بھیجنے کا فیصلہ قطعی ہوگا اور طے کر دیا گیا ہوگا۔ پس ان کے بچوں میں سے ایک بچہ نکلے گا۔ پس وہ خدا تعالی کی کتاب میں سے سورۃ فاتحۃ پڑھے گا تو اس کے صدقے اللہ تعالی اس قوم سے چالیس سال کے لیے عذاب اٹھا لے گا۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال بینما جبریل علیہ الصوۃ و السلام قاعداً عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ سمع صوت نقیض[1] فرفع جبریل بصرہ فقال ھذا باب من السماء فتح لنا ولم یفتح قط لامۃ الا الیوم فنزل منہ ملک فقال ھذا ملک نزل الی الارض لم ینزل قط الا الیوم فسلم و قال البشر بنورین اثنین أوتیتھما و لم یؤتھما نبی قبلک فاتحۃ الکتاب و خواتیم سورۃ البقرۃ و لم تقرأ بحرف منھا الا أعطیۃ[2]۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس دوران جب کہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف فرما تھے کہ اچانک آپ نے دروازہ کھلنے کی آواز سنی ۔ پس جبرائیل علیہ السلام نے اپنی نظر اوپر اٹھائی اور فرمایا یہ آسمان کا دروازہ ہے جو ہمارے لیے کھولا گیا ہے اور سوائے آج کے دن کے یہ ہرگز کسی امت کے لیے نہیں کھولا گیا ۔ اس سے ایک فرشتہ اترا ۔ انھوں نے بتایا یہ فرشتہ ہے جو زمین کی طرف اترا ہے اور بجزج آج کے دن کے یہ کبھی نہیں اترا ۔ پس اس فرشتہ نے سلام کہا اور یہ بتایا کہ آپ دو نوروں کے ساتھ خوش ہو جائیں جو آپ کو عطا کیے گئے ہیں جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیے گئے ۔ ان میں سے ایک تو فاتحۃ الکتاب ہے (سورہ فاتحۃ) اور دوسرا سورۃ بقرہ کا آخری حصہ اور آپ نہیں پڑھیں گے اس کا کوئی حرف مگر یہ کہ آپ کو اس کا ثواب عطا کیا جائے گا یا آپ اس کا کوئی ایک حرف بھی پڑھ کر دعا کریں گے آپ کی دعا قبول کی جائے گی ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

''من قرأ ام القرآن و قل ھو اللہ احد فکانما قرأ ثلث القرآن''۔[3]

(ابو نعیم عن ابن عباس)

۱۔ النقیض من الادم و الرحل والوتر والا صابع والاضلاع والمفاصل اصواتھا و ایضا صوت الفراریج والعقرب والضفدع والعقاب والنعام وغیرھا ۔

۲۔ المرجع السابق ۔

۳۔ کنز العمال ، ۱ : ۱۴۰ ۔

ترجمہ : جس کسی نے ام القرآن یعنی سورة الفاتحہ اور قل ھو اللہ احد پڑھا اس نے گویا قرآن کریم کا تیسرا حصہ پڑھ لیا ۔

علامہ ابن قیم اپنی کتاب ''الطب النبوی'' میں رقمطراز ہیں :

''فما الظن بفاتحة الکتاب التی لم ینزل فی القرآن و التوراة ولا فی الانجیل ولا فی الزبور مثلها ، المتضمنة[1] جمیع معانی کتب اللہ تعالی المشتملة علی ذکر أصول اسماء الرب و جامعها ، وهی : اللہ والرب و الرحمن و الرحیم و اثبات المعاد و ذکر التوحیدین: توحید الربوبیة و توحید الالهیة، و ذکر الافتقار الی الرب سبحانه فی طلب الاعانة و طلب الهدایة ، و تخصیصه سبحانه بذلک باو ذکر أفضل الدعار علی الاطلاق و أنفعه و أفرضه ، و ما العباد احوج شیٔ الیه ، و هو الهدایة الی صراط المستقیم المتضمن کمال معرفته و توحیده و عبادته بفعل ما أمر به و اجتناب مانهی عنه و الاستقامة علیه الی الممات ، و یتضمن ذکر اصناف الخلائق و انقسامهم الی منعم علیه : و ایضا صوت الفراریج و العقرب و الضفدع و العقاب و النعام و غیرها ۔ بمعرفیة الحق و العمل به و محبة و ایثاره ، و مغضوب علیه : بعد و له عن الحق بعد معرفة له وضال : بعدم معرفة له و هو لاء اقسام الخلیقة مع تضمنها لا ثبات القدر و الشرع و الاسماء و الصفات ، و المعاد و النبوات و تزکیة النفوس و اصلاح القلوب و ذکر عدل اللہ تعالی و احسانه و الرد علی جمیع أهل البدع و الباطل[2] ۔

ترجمہ : سورة الفاتحة کی عظمت و شان کے کیا کہنے کہ جس کی مثل نہ تو قرآن کریم میں کوئی سورة نازل ہوئی اور نہ ہی توراة ، انجیل اور زبور میں اس کی کوئی مثل ہے ۔ خدا تعالی کی کتاب کے تمام مضامین کو متضمن ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء کے اصول کے ذکر پر مشتمل ہے اور ان کی جامع ہے ۔ وہ اصول اللہ ، رب ، رحمن اور رحیم ہیں۔ معاد کے اثبات ، توحیدین کے ذکر یعنی توحید ربوبیت اور توحید الہیت (اور امداد و اعانت کے سلسلے میں رب سبحانہ و تعالیٰ کی طرف احتیاج) اور امداد چاہنے اور ہدایت طلب کرنے میں اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج) اور استعانة کی صرف اسی ذات کے ساتھ تخصیص کے ذکر پر مشتمل ہے اور

۱۔ ای المشتملة ۔

۲۔ الطب النبوی ۔

علی الاطلاق اعلی و افضل ، نافع ترین اور مخصوص دعا کے ذکر کا احتواء کیے ہوئے ہے - بندگان خدا جس چیز کے سب سے بڑھ کر محتاج ہیں اور وہ صراط مستقیم کی طرف راہ پانا ہے ، اس کی طرف بھی یہ مشیر ہے - اور صراط مستقیم کمال معرفت ، توحید اور عبادت کا نام ہے اور اس کی طرف ہدایت اسی صورت میں ممکن ہے کہ جن چیزوں کا حکم دیا گیا ہے ان سے عہدہ برآ ہوا جائے اور منہیات کو ترک کیا جائے اور تا دم آخر اس پر ثبات ہو - اس کے علاوہ اس میں مخلوق کی اقسام پر روشنی ڈالی گئی ہے اور انہیں دو گروہوں یعنی منعم علیہ (انعام کے حقدار وہ اس لیے ٹھہرے کہ انہیں حق کی معرفت حاصل ہے - اس پر عامل ہیں - اس کے محب ہیں اور اس کے لیے ایثار بھی کرنے والے ہیں) اور مغضوب علیہ اس لیے کہ حق کو پہچان لینے کے بعد اس سے منہ موڑ لیا - اور ضال وہ لوگ قرار پائے جنہیں اس کی معرفت ہی حاصل نہ ہوئی اور یہ مخلوق کی مختلف اقسام ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ فاتحۃ الکتاب میں اثبات قدر ، شرع ، اسماء و صفات ، اخرت ، نبوات ، تزکیہ نفس ، اصلاح قلوب ، اللہ تعالیٰ کے عدل و احسان اور تمام اہل بدعت اور اصحاب باطل کی خبر دی گئی ہے -

اور ساری کی ساری روحانی بیماریوں کی شفا اور دوائے کامل ہونے کے ساتھ ساتھ یہ جسمانی بیماریوں کا بھی کامل علاج ہے - چنانچہ علامۃ ابن قیم لکھتے ہیں :

''و لقد مربی وقت بمکۃ سقمت[1] فیہ و فقدت الطبیب و الدواء ، فکنت اتعالج بھا : اخذ شربۃ من ماء زمزم و أقرؤھا علیھا مراراً ، ثم اشربہ فوجدت بذلک البرءالتام[2]. ثم حرت اعتمد ذلک عند کثیر من الاوجاع فانتفع بھا غایۃ الانتفاع -[3]

ترجمہ : میرا کچھ وقت مکہ میں گذرا اور اس دوران میں بیمار ہوگیا - کوئی معالج نہ ملا اور نہ ہی کوئی دوا مجھے میسر آ سکی جو میں بطور علاج استعمال کرتا - تو میں زمزم کا کچھ پانی لے کر اس پر سورۃ فاتحۃ کئی دفعہ پڑھتا - اس کی برکت سے میں مکمل طور پر شفا یاب ہوگیا - اس کے بعد میں بہت ساری تکالیف اور دردوں میں اسی پر اعتماد کرتا اور اس سے بہت بڑا نفع حاصل کرتا -

کما ورد فی الحدیث عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا جابر الا اخبرک بخیر سورۃ نزلت فی القرآن فاتحۃ الکتاب فیھا شفاء من کل داء[4]

۱- ای مرضت -
۲- التخلص -
۳- الطب النبوی لابن قیم -
۴- کنز العمال ، ۱ : ۱۴۰ -

و قوله صلی اللہ علیه وسلم "هی الشفاء من کل داء" عن ابی شعبی عن خارجة بن الصحت التمیمی عن عمه انه مر بقوم و عندهم مجنون موثق[۱] بالحدید فقال له بعضهم اعندک شیٔ یداوی به هذا فان صاحبکم قدجاء بخیر قال فقرأت علیه فاتحة الکتاب ثلاثة ایام فی کل یوم مرتین فبرأ فاعطاه مائة شاة فاتی النبی صلی اللہ علیه وسلم فذکر ذلک له فقال کل فمن أکل برقیة فقد أکلت برقیة حق[۲]۔

ترجمہ: شعبی سے روایت ہے اور وہ خارجۃ بن الصلت التمیمی سے اور وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ (یعنی اس کا چچا) ایک قوم کے پاس سے گذرا اور ان کے ہاں ایک پاگل زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک شخص نے اس سے پوچھا کہ کیا تیرے پاس کوئی ایسی چیز ہے کہ جس کے ذریعہ سے اس کا علاج کیا جا سکے۔ بے شک تمہارا آقا ایک بھلائی لایا ہے۔ اس نے کہا۔ میں نے اس پر فاتحۃ الکتاب تین دن پڑھی اور ہر دن میں دو دفعہ پڑھتا۔ پس وہ اس کی برکت سے شفایاب ہوگیا اور اس کو سو بکریاں عطا کیں۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ آپ کے سامنے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کھا۔ پس جس نے کھایا رقیۃ (تعویذ۔ گنڈا) کے ساتھ۔ اس نے کھائی رقیۃ کے ساتھ ایک حق چیز۔ حلال چیز

عن ابی سعید الخدری قال کنا فی مسیر[۳] لنا فنزلنا فجاء ت جاریة فقالت ان سید الحی سلیم و ان نفرنا[۴] غیب[۵] فهل منکم راق فقام معهارجل ماکنانابنه[۶] برقیه فرقاه فبرأ فامر له بثلاثین شاة و سقانا لبناً فلما رجع قلنا له أ کنت تحسن رقیة او کنت ترقی قالا مارقیت الابأم الکتاب قلنا لا تحدثوا شیئا حتی نأتی اونسأل النبی صلی اللہ علیه وسلم فلما قدمنا المدینة ذکرناه للنبی صلی اللہ علیه وسلم فقال و ما کان یدریه أنها رقیة اقسموا فیضر بو الی بسهم[۷]۔

۱- ای الشدود
۲- المستدرک، ۱ : ۵۶۰
۳- ای مسافة سیر یوم۔
۴- النفر۔ الناس کلهم ، الجماعة من الرجال من ثلاثة الی عشرة و دهط الرجل ایضاً۔
۵- ای غائبون۔
۶- یقال ابنه بشیٔ ای اتهمه به۔
۷- عمدة القاری شرع صحیح البخاری۔

ترجمہ : ابو سعید الخدری سے روایت ہے اس نے کہا کہ ہم ایک سفر میں تھے - ہم نے ایک جگہ قیام کیا - پس ایک لڑکی آئی - اس نے کہا کہ سردار قبیلہ کو سانپ نے ڈس لیا ہے اور ہمارے قبیلہ کے لوگ موجود نہیں ہیں کیا تم میں ہے کوئی تعویذ گنڈا (منتر) کرنے والا - پس ایک آدمی اس کے ساتھ ہو لیا - جس کے بارے میں ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ تعویذ گنڈا کرتا ہے - پس اس نے اس کے لیے پڑھا اور پھونک ماری وہ شفایاب ہوگیا - پس اس نے اس کے لیے تیس بکریوں کا حکم دیا اور ہمیں دودھ پلایا - جب وہ واپس لوٹا - ہم نے اس سے پوچھا کہ کیا تو تعویذ گنڈا اچھی طرح کرتا تھا یا جھاڑ پھونک کرتا تھا - اس نے کہا میں نے تو جھاڑ پھونک نہیں کی مگر ام الکتاب کے ساتھ - ہم نے کہا کوئی نئی چیز نہ نکالو جب تک کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں نہ پہنچ جائیں اور آپ سے اس بارے میں پوچھ نہ لیں - جب ہم مدینہ منورہ پہنچے - اس واقعہ کا ذکر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ کیا جانتا تھا کہ یہ تعویذ گنڈا ہے - پس اس کو تقسیم کرو اور میرے لیے بھی حصہ نکالو -

علامہ ابن قیم لکھتے ہیں :

”و قد قیل ان موضع الرقیہ منہا : ”ایاک نعبد و ایاک نستعین“ و لاریب ان ھاتین الکلمتین من أقوی اجزاء ھذا الدواء ، فان فیھا : من عموم التفویض و التوکل و الالتجاء و الاستعانة و الافتقارو الطلب ، الجمع بین أعلی الغایات ، وھی : عبادة الرب وحدہ ، و اشرف الوسائل ، وھی الاستعانة بہ علی عبادتہ - ما لیس فی غیرھا -

ترجمہ : اور کہا گیا ہے کہ سورۃ فاتحۃ میں سے رقیہ (تعویذ) کا مقام - ایاک نعبد و ایاک نستعین ہے بلاشبہ یہ دونوں کلمے اس دواء و علاج کے قوی ترین اجزاء میں سے ہیں - بے شک ان کلمات میں سارے کا سارا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا ، اسی پر توکل ، اسی سے التجاء و استعانت اسی کی طرف احتیاج اور محض اسی سے ہی مانگنے کا درس کارفرما ہے ، نیز ان میں سے سب سے اعلیٰ و ارفع مقصد جو کہ رب واحد کی عبادت ہے اور سب سے اشرف و اکرم وسیلہ جو اس کی عبادت کی بنیاد پر اس سے طلب مدد ہے کو جمع کر دیا گیا ہے اور یہ خصوصیت اس کے سوا کسی میں نہیں پائی جاتی -

اسی طرح ایک اور مقام میں یوں رقمطراز ہیں :

”و فی تاثیر الرقی بالفاتحة وغیرها ، فی علاج ذوات السموم سر بدیع فان ذوات السموم اثرت بکیفیات نفوسها الخبیثة و سلاحها:حمتها التی‌تلدغ بها وھی لاتلدغ حتی تغضب فاذا غضبت ثارفیها السموم فتقذفه بآلتها و قد جعل الله سبحانه و تعالیٰ لکل داء دواء و لکل شیٔ ضداو نفس الراقی تفعل‌فی المرقی فیقع‌بین نفسیمها فعل‌وانفعال کما یقع دین الداء و الدواء فتقوی نفس المرقی و قوته بالرقیة علی ذلک الداء ، فیدفعه باذن الله تعالیٰ. و مدار تأثیر الادویة و الادواء علی الفعل و الانفعال. و ھو کما یقع بین الداء و الدواء الطبیعیین ، یقع بین الداء و الدواء الروحانیین ، و الروحانی و الطبیعی و فی النفث و التفل استعانة بتلک الرطوبة و الھواء ، و النفس المباشر للرقیة و الذکر و الدعاء فان الرقیة تخرج من قلب الراقی و فمه ، فاذا صاحبها شیٔ من أجزاء باطنه من الریق و الھواء و النفس : کانت أتمّ تاثیراً وأ قوی فعلاً و نفوذاً و یحصل بالاز دواج بینھما کیفیة مؤثرة، شبیھة بالکیفیة الحادثة عند ترکیب الادویة. و بالجملة : فنفس الراقی تقابل تلک النفوس الخبیثة و تزید بکیفیة نفسه و تستعین بالرقیة و بالنفث علی ازالة ذلک الاثر. و کلما کانت کیفیة نفس الراق أقوی ، کانت الرقیة أتمّ و استعانة بنفثه کاستعانة تلک النفوس الردیئة بلسعھا“

ترجمہ : زہریلی چیزوں کے علاج معالجہ کے سلسلے میں سورۃ فاتحۃ اور دیگر سور کے ساتھ جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈے کے مؤثر ہونے میں ایک نرالا بھید پنہاں ہے - بے شک زہریلی چیزوں نے اپنے نجس نفوس کی کیفیات اور اپنی سلاح (یعنی اپنے ڈنگ جس کے ساتھ وہ ڈستا ہے) کے ساتھ اثر کیا اور وہ اس کے ذریعے نہیں ڈستا بلکہ یہ زہریلے جانور اس وقت ڈستے ہیں جبکہ غضبناک ہوتے ہیں - اور جب غضبناک ہو جائیں زہر اس سلاح میں برانگیختہ ہو جاتا ہے - پس وہ زہریلی چیز اپنے اس آلہ کے ذریعے اسے پھینکتی ہے اور اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ہر بیماری کا علاج پیدا فرمایا ہے اور ہر شے کی ضد موجود ہے اور تعویذ وجھاڑ پھونک کرنے والے کا سانس تعویذ گنڈا کیے جانے والے میں اثر دکھاتا ہے اور ان دونوں کے نفسوں کے درمیان فعل و انفعال واقع ہوتا ہے ، جیسا کہ بیماری اور اس کے دواء میں وقوع پذیر ہوتا ہے - تعویذ گنڈا کیے جانے والے کی روح اور اس کی قوت تعویذ کے ساتھ اس بیماری پر قوی ہو جاتے ہیں ، اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ اس کی روح قوی ہونے کے باعث بیماری کی مدافعت کرتے ہوئے اسے رفع دفع کر دیتا ہے - دواؤں اور بیماریوں کے اثر انداز ہونے کا دار و مدار عمل و رد عمل پر ہے اور

١- السم - الابرة التی تضرب بها العقرب و نحوها -

وہ فعل و انفعال جیسا کہ مادیین کے دوا اور بیماری میں واقع ہوتا ہے ایسے ہی روحانیوں کے علاج و بیماری میں اور روحانی اور طبعی دواؤں اور بیماریوں کا بھی یہی معاملہ ہے - پھونک اور تھوک میں یہ راز مضمر ہے کہ اس رطوبت و ہوا سے راقی ایک طرح کی مدد حاصل کرنا چاہتا ہے اور اسی طرح جھاڑ پھونک اور منتر کے لیے جس سانس کو وہ اپنا رہا ہے اس سے بھی اور ذکر و دعا سے بھی وہ طالب مدد ہے - کیونکہ یہ جھاڑ پھونک و تعویذ راقی کے دل اور اس کے منہ سے نکلتے ہیں - اور جبکہ باطنی اجزاء مثلاً لعاب ، پھونک وغیرہ اس کے ساتھ شامل ہوں تو وہ تاثیر کے لحاظ سے کامل و اکمل ہوتے ہیں ، اور ان کا فعل بہت قوی و مؤثر ہوتا ہے اور ان دونوں کے ملاپ سے ایک کیفیت مؤثرہ پیدا ہو جاتی ہے اور یہ اس کیفیت کے مشابہہ ہے - جوادویۃ کی ترکیب سے پیدا ہوتی ہے - الغرض تعویذ و جھاڑ پھونک کرنے والے کا نفس ان نفوس خبیثۃ کا مقابلہ کرتا ہے اور اپنی نفسانی کیفیت کے اعتبار سے بڑھ جاتا ہے اور تعویذ و پھونک کے ساتھ اس اثر کو زائل کرنے ہر مدد چاہتا ہے اور ہرچندکہ تعویذ کرنے والے کی قوت نفسی قوی ہوتی ہے تو اس کا تعویذ زیادہ مکمل صورت میں ہوتا ہے - اور اپنی پھونک سے تعویذ کرنے والے کا مدد چاہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ ان نفوس پلید کا اپنے ڈنک سے -

فاتحۃ الکتاب ہر زہر کا تریاق ہے اور ہر مسموم کے حق میں ایک مؤثر منتر ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے ''فاتحۃ الکتاب شفاء من کل سم'' (عن ابی سعید الخدوی) - ابو سعید الخدری کی حدیث سے اس کا رقیۃ ہونا ثابت ہے - حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس آدمی سے جس نے سورۃ فاتحۃ پڑھ کر لدیغ سردار قبیلہ کو رقیۃ (تعویذ) کیا تھا - پوچھا ''ما ادراک آنھا رقیۃ'' تو اس نے عرض کی تھی - ''یا رسول اللہ شیٔ القی فی روعی''

اور کیوں نہ ہو اس کی یہ شان ، یہ تو فاتحۃ الکتاب ہے ، اس کا مبدأ ہے ، جمیع علوم کو محیط ہے - اساس قرآن ہے - ابن عباس رض کا قول اس پر شاہد ہے ، فرماتے ہیں :

''لکل شیٔ اساس و أساس الدنیا مکۃلانھا منھا وحیت و أساس السموات غریباً وھی السماء السابعۃ و أساس الارض عجیبا وھی الارض السابعۃ السفلی و أساس الجنان جنۃ عدن وھی سرۃ الجنان علیھا اسست الجنۃ و أساس النار جھنم وھی الدرکۃ السابعۃ السفلی علیھا اسست الدرکات و اساس الخلق آدم علیہ السلام و اساس الانبیاء نوح ؑ و اساس بنی اسرائیل یعقوب ؑ و اساس الکتب القرآن و اساس القرآن الفاتحۃ و اساس الفاتحۃ ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' فاذا اعتللت أو اشتکت فعلیک بالفاتحۃ تشفی''

ترجمہ : ہر چیز کی بنیاد ہوا کرتی ہے - دنیا کی بنیاد مکۃ ہے - اسی سے ہی دنیا پھیلائی گئی- آسمانوں کی بنیاد نادر ہے اور وہ ساتواں آسمان ہے اور زمین کی بنیاد عجیب ہے اور وہ ساتویں زمین ہے نیچے والی ، جنتوں کی بنیاد جنۃ عدن ہے اور وہ جنتوں کی ناف ہے - اسی پر جنت استوار کی گئی ہے ، آگ کی بنیاد جہنم ہے اور وہ نیچے والا ساتواں درجہ ہے - سارے کے سارے درجات کی بنیاد اسی پر ہے - مخلوق کی اصل حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور انبیاء علیہم السلام کی حضرت نوح علیہ السلام اور بنی اسرائیل کی بنیاد حضرت یعقوب علیہ السلام ساری کتابوں کی بنیاد قرآن کریم اور قرآن کریم کی اصل فاتحۃ اور فاتحۃ کی بسم اللہ : پس جب تو بیمار پڑے یا جو بھی شکایت ہو- تیرے لیے ضروری ہے کہ تو فاتحۃ پڑھے شفایاب ہوگا -

شکا رجل الی الشعبی وجع الخاصرة ، فقال : علیک باساس القرآن ، فاتحۃ الکتاب باعث امان ہے - حضرت انس سے مروی ہے :

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وضعت جنبک علی الفراش و قرأت فاتحۃ الکتاب و قل ھو اللہ احد فقد آمنت من کل شیْ الا الموت -

ترجمہ : حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو اپنا پہلو بستر پر رکھے اور سورۃ فاتحۃ و قل ھو اللہ احد پڑھ لے - تو سوائے موت کے ہر چیز سے مامون رہے گا -

الغرض کلام اللہ کے ظاہری و باطنی فوائد و منافع کا حصر ناممکن ہے - جس طرح یہ روحانی و قلبی بیماریوں کے لیے اکسیر ہے - اسی طرح مادی اور جسمانی روگوں کا کافی و شافی علاج ہے اس کا ایک ایک لفظ مردہ دلوں کی حیات اور اس کا ایک ایک حرف بنی نوع انسان کے لیے پیغام شفا ہے ، اس منارۂ نور کے دامن میں باطل کی کروڑوں ظلمتیں سما گئیں لیکن اس کے روشن چہرے کو داغدار نہ کر سکیں - اس روح پرور پیغام نے لاکھوں کروڑوں بھولے بھٹکے ہوؤوں کو اپنی منزل کا پتہ بتا دیا - اسی نے ہی اونٹوں کے چرواہوں ، دنیا میں دھتکارے ہوئے انسانوں اور جہالت و ضلالت کی ظلمتوں میں بھٹکتے ہوؤوں کو مقام ثریا عطا کر دیا - وہی لوگ جو کل تک انسانی جانوں اور مالوں کے رہزن تھے - وہی جو انسانی خون کے پیاسے تھے ، وہی جنھوں نے کئی کئی بے گناہوں کو زندہ درگور کر دیا اور ان کی چیخ و پکار اور فریاد بھی انھیں اپنی سنگدلی سے باز نہ رکھ سکی - آن کی آن میں اسے سنتے ہی کچھ سے کچھ ہوگئے ، ان کے دل پسیج گئے ، جسموں پر کپکپی طاری ہوگئی ، آنکھیں اشکبار ہوئیں ، ایک انقلاب عظیم

بپا ہوا اور وہی لوگ جو کل تک طاغوتی قوتوں کی آماجگاہ اور سہارا تھے ۔ آج ایک حق پرست ، معلم اخلاق ، انسانی ہمدردی کے پیکر ، اور مصلح کے روپ میں صفحہ ہستی پر ابھرے اور رہتی دنیا تک ان کا کردار اور ان کا عمل مشعل راہ رہے گا۔

مراجع و مصادر

١- البخاری بشرح الکرمانی . . . مصر

٢- ابو البکات بن الانباری ، البیان فی غریب اعراب القرآن ، مطبوعة مصر ، ١٣٨٩ھ - ١٩٦٩م -

٣- محمد جمال الدین القاسمی ، تفسیر القاسمی المسمی محاسن التاویل ، مطبوعہ مصر ، ١٣٧٦ھ ، ١٩٥٧م

٤- الحافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن کثیر القرشی الدمشقی ، تفسیر القرآن العظیم ، مطبوعة مصر ١٣٥٦ھ ، ١٩٣٧م -

٥- احمد مصطفیٰ المراغی ، تفسیر المراغی ، مطبوعة مصر -

٦- جلال الدین عبدالرحمان ابن ابی بکر السیوطی ، الاتقان ، مطبوعة بیروت -

٧- محمد بن عیسیٰ ترمذی ، جامع الترمذی ، مطبوعة هند ، ١٣٧١ھ ، ١٩٥٢م

٨- ابو عبدالله محمد بن احمد الانصاری القرطبی ، الجامع لا حکام القرآن الکریم ، مطبوعة قاهره ، ١٣٥٦ھ ، ١٩٣٧م -

٩- الامام ابو الحسن مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیسا بوری ، الجامع الصحیح -

١٠- الشیخ طنطادی جوهری ، الجواهر فی تفسیر القرآن الکریم ، مطبوعة مصر ، ١٣٥٠ھ -

١١- ابوبکر محمد بن عبدالله المعروف بابی العربی ، احکام القرآن ، تحقیق علی محمد البجاوی ، مطبوعة مصر ، ١٣٧٦ھ ، ١٩٥٧م -

١٢- جلال الدین السیوطی ، الدر المنثور ، مطبوعة بیروت -

١٣- الامام یافعی ، الدر النظیم فی خواص القرآن العظیم -

١٤- شهاب الدین السید محمود الالوسی ، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم و السبع المثانی ، مطبوعة ادارة الطباعة المنیریة -

١٥- الامام ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی، ریاض الصالحین من کلام سید المرسلین صلی الله علیه وسلم ، مطبوعة مصر -

١٦- ابن الجوزی ، زاد المسیر فی علم التفسیر -
١٧- ابن قیم الجوزیة ، زاد المعاد فی هدی خیر العباد مطبوعة مصر -
١٨- ابوبکر احمد بن الحسین ابن علی البیهقی ، السنن الکبری ، مطبوعة هند ، ١٣٥٣ھ -
١٩- بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد العینی ، شرح صحیح البخاری ، مطبوعة بیروت -
٢٠- ابن قیم الجوزیة ، الطب النبوی علی صاحبها السلام -
٢١- شهاب الدین احمد بن علی بن محمد بن حجر العسقلانی ، فتح الباری بشرح صحیح البخاری ، مطبوعة مصر -
٢٢- نواب صدیق حسن خان ، فتح البیان فی مقاصد القرآن ، مطبوعة قاهرة ، ١٩٦٥م
٢٣- الامام الشوکانی ، فتح القدیر ، مصر، ١٣٤٩ھ -
٢٤- ابو القاسم جار الله محمود بن عمر الزمخشری الکشاف عن حقائق التنزیل، و عیون الاقاویل ، مصر ، ١٣٨٥ھ ، ١٩٦٦م
٢٥- علی المتقی بن حسام الدین الهندی البرهان نوری، کنز العمال فی سنن الاقوال -
٢٦- الحاکم ، المستدرک -
٢٧- احمد بن حنبل ، المسند ، تحقیق احمد شاکر ، مصر ، ١٣٦٨ھ ، ١٩٤٨م -
٢٨- مسوی مصطفی شرح مؤطا امام مالک، پاکستان ، لاهور -
٢٩- فواد الباقی ، معجم مفرس لالفاظ الحدیث القرآن الکریم -
٣٠- السید محمد حسین الطباطبائی ، المیزان فی تفسیر القرآن ، بیروت -
٣١- فواد عبدالباقی ، معجم مفرس لالفاظ القرآن -